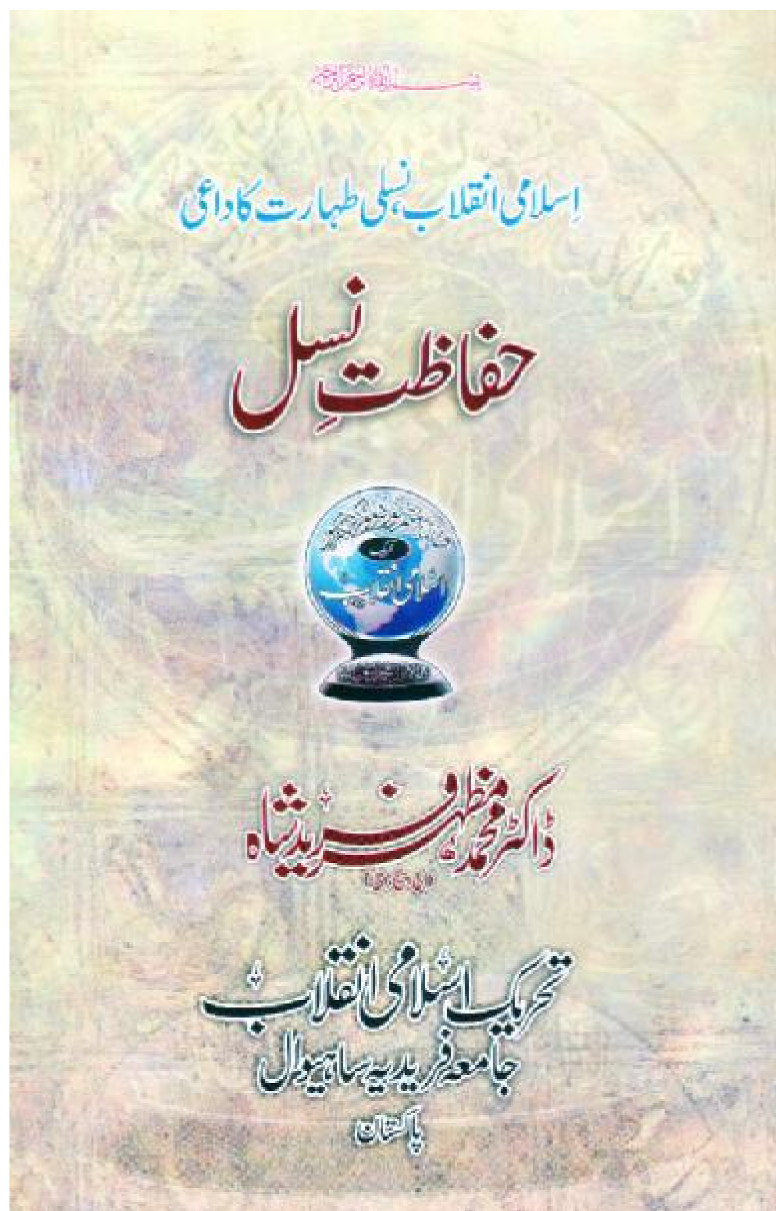

اسلامی انقلاب، نسلی طہارت کا داعی
حفاظتِ نسل
ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ
تحریکِ اسلامی انقلاب
جامعہ فریدیہ ساہیوال
پاکستان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ------------ حفاظتِ نسل

مصنف ------------ ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ (پی ایچ ڈی)

کمپوزنگ ------------ محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

مطبع ------------ فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک ساہیوال
040-4221485

تعداد ------------ ایک ہزار

اشاعت ------------ اگست 2011ء

فہرست مضامین

تمہید

لغت عرب میں نسل کا معنیٰ ''ولد'' ہے۔ضرب،یضرب باب سے اہل عرب اس لفظ ''نسل'' کا استعمال اس طرح کرتے ہیں۔نسل نسلا یعنی فلاں شخص کے اولاد کثرت سے ہیں۔لفظ تناسل ،توالد کا مفہوم رکھتا ہے۔

لفظ نسل مخلوق اور ذریت پر بھی بولا جاتا ہے(1) شریعت اسلامیہ میں بھی نسل سے مراد ''ولد''اور''ذریت''ہی لیا جاتا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{وَبَدَاَخَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ }(2)

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے فرمائی، پھر اُس کی نسل کو بے قدر سے پانی کے خلاصہ سے قائم کیا۔

ایک مخصوص وقت تک نسل انسانی کی پرورش اور افزائش اللہ جل جلالہ کی ذات صمدیت کا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی نسل کی برقراری کا احساس دلا کر تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً }(3)

یعنی اے لوگو! تم اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اُس کا جوڑ ابنایا اور ان دونوں سے کثرت سے مرد اور عورت پیدا کئے۔

---

(1) القاموس المحیط ، ص57/4

(2) السجدہ ، 8,7:32

(3) النساء ، 1:4

نسل انسانی کی بقاء استحکام کیلئے عادت الٰہیہ ہے کہ سلسلہ ازدواج کو جاری رکھا جائے۔ انسانی فطرت میں جوڑے کی تلاش کو رکھ دیا گیا ہے۔ جب ایک انسان جوانی کی حد کو چھوتا ہے تو اس کی طبیعت ازدواج کا تقاضا کرنے لگتی ہے۔

چونکہ انسان کی طبیعت میں خوئے ازدواج ہے اس لئے اندیشہ تھا کہ انسان اپنی فطری خواہش کی تکمیل کیلئے بے قاعدگی، تزاحم، جوڑے کا انتخاب کرنے میں وحشت، بربریت اور معاشرہ میں بگاڑ کا باعث نہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی جنسی اور جبلی تسکین کا احساس رکھتے ہوئے، اسے نکاح اور متعلقات نکاح سے چند ضابطوں کا پابند بنا دیا ہے۔

پہلی بحث حفاظت نسل کا ایجابی پہلو

اللہ جل جلالہ کی منشاء یہ ہے کہ انسانوں کی عمرانی حیات میں اعتدال اور توازن پیدا ہوتا کہ مصالح کا حصول آسان اور بہتر ہو سکے اس امر کی تکمیل کیلئے ضروری ہے کہ انسان قدرت کی عطا کردہ تین قوتوں میں توازن پیدا کرے وہ تین قوتیں یہ ہیں۔

۱۔قوت عقلیہ ۲۔قوت غضبیہ ۳۔قوت شہوانیہ

قوت عقلیہ کے اعتدال کو حکمت کہا جاتا ہے، قوت غضبیہ کے اعتدال کو شجاعت اور قوت شہوانیہ کے اعتدال کو عفت کہا جاتا ہے۔

حفاظت نسل کیلئے قوت عقلیہ اور قوت غضبیہ کے استعمال سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر حفاظت نسل کیلئے قوت شہوانیہ کے استعمال کا تعلق بلا واسطہ ہونے کے بہ سبب اہم ترین ہے۔

اُٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے، چلنے پھرنے میں انسان اور بہائم شریک ہیں مگر جب انسان اپنی حرکات وسکنات کو حکم الٰہی سے سرانجام دیتا ہے تو دیگر حیوانات سے ممتاز ہو جاتا ہے۔قوت شہوانیہ کی تعمیل ایک فطری عمل ہے، مگر یہی فطری عمل جب اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے چند اصولوں کی روشنی میں انسان اختیار کرتا ہے تو یہ فطری عمل متوازن اور متعدل قرار پا جاتا ہے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں غلبہ شہوت حجابات طبع میں سے ایک بہت بڑا حجاب ہے جو کہ انسان کو صفت احسان میں غور وخوض کرنے سے مانع ہوتا ہے اور زنا کی طرف اسے رغبت دلا کر اس شخص کی عادت بگاڑ دیتا ہے اور باہمی فساد سے وہ شخص بڑی بڑی ہلاکتوں میں پڑ جاتا ہے لہذا اس حجاب کو دور کرنا ضروری ہے۔پس جو شخص جماع کی استطاعت رکھتا ہو اور اس پر اس طرح قادر ہو کہ اقتضاء حکمت کے موافق کوئی عورت میسر آئے اور اُس کا خرچ اُٹھا سکے تو اس شخص کے لئے نکاح سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے کیوں کہ نکاح کرنے سے نگاہ پست رہتی ہے اور آدمی کی شرمگاہ محفوظ رہتی ہے(1) غرض یہ کہ نکاح ''حفاظت نسل'' کا ایجابی پہلو ہے اور زنا پر شرعی سزا حفاظت نسل کا سلبی پہلو ہے حفاظت نسل کے ایجابی اور سلبی ہر دو پہلوؤں کی وضاحت حسب ذیل ہے۔

(1) شاہ ولی اللہ ، حجۃ اللہ البالغہ ، ص555

i نکاح کا تعارف

﴿الف﴾ نکاح کا مفہوم

1۔لغوی مفہوم

علامہ زبیدی لکھتے ہیں

" النکاح بالکسر فی کلام العرب الوطی فی الاصل و قیل هو العقد له وهو التزويج لانه سبب للوطی المباح " (1)

کلام عرب میں نکاح (بالکسر) کے معنی عمل ازدواج ہے عمل ازدواج کے شرعی معاہدہ کو بھی نکاح اسی لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ معاہدہ عمل ازدواج کا سبب بنتا ہے۔

2۔اصطلاحی تعریف

" النکاح هو فی اللغة الضم والجمع وفی الشرع عقد یرد علی تملیك منفعة البضع قصدا " (2)

نکاح کا لغوی معنی ملاپ اور اکٹھا ہونا کے ہیں اور اصطلاح شرع میں نکاح اُس عقد کو کہا جاتا ہے، جو ارادۃً منافع بضع کی تملیک کیلئے واقع ہو۔

ii نکاح کی اہمیت

﴿الف﴾ تعلیمات قرآن

1 ترغیب نکاح

{وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ }(3)

(1) الزبیدی ، تاج العروس ، ص 242/2
ابن منظور ، لسان العرب ، ص225/6
(2) الجرجانی ، کتاب التعریفات ، ص108
(3) النور ، 32:24

یعنی تم میں سے جولوگ بغیر نکاح کے ہوں تم اُن کا نکاح کر دو، اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں اپنے فضل کے سبب غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

نیز فرمایا

{وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ }(1)

یعنی اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی میعاد تک پہنچ جائیں تو اے عورتوں کے والیو! اُنہیں اپنے شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے مت روکو، جبکہ وہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں۔

2۔ نکاح معمول انبیاء علیہم السلام

بعض کفار نے حضور ﷺ کے نبی نہ ہونے کی بنیاد آپ کا شادی شدہ ہونا قرار دیا جس پر اللہ جل جلالہ نے نکاح کو، بیوی بچوں کو نبوت و رسالت کے منافی قرار نہیں دیا بلکہ سابق انبیاء و مرسلین کے شادی شدہ ہونے کو بطور ستائش کے بیان کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

{ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً }(2)

یعنی اور بے شک آپ سے پہلے ہم نے رسول بھیجے اور ان کیلئے بیویاں اور بچے کئے۔

نیز فرمایا

{ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ }(3)

یعنی (حضور ﷺ کیلئے محللات کی ایک فہرست کو ان کلمات سے شروع کیا گیا) اے نبی ہم نے تمہارے لئے تمہاری وہ بیویاں حلال کیں کہ جنہیں تم اُن کا مہر دو۔

---

(1) البقرہ، 232:2

(2) الرعد، 38:13

(3) الاحزاب، 50:33

3 نکاح کیلئے استطاعت ہونا

{ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ }(1)

یعنی اور وہ لوگ جو نکاح کی قدرت نہیں رکھتے ہیں اُنہیں چاہئے کہ وہ حرام سے بچے رہیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے قدرت والا کردے۔

(ب) احادیث کی روشنی میں

1 نکاح سنت نبی ﷺ ہے۔

(عن انس ان نفرا من اصحاب النبی ﷺ سئلوا ازواج النبی ﷺ عمله فی السر فقال بعضهم لا اتزوج النساء و قال بعضهم لا اکل اللحم و قال بعضهم لا انام علی فراش فحمد الله واثنی علیه فقال ما حال اقوام قالوا کذا و کذا لکنی اصلی و انام و اصوم وافطر و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی) (2)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کے پاس حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کی خلوت کے اعمال معلوم کئے پھر ایک نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا اور ایک نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، اور ایک نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا (یہ سن کر) آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسے ایسے کہتے ہیں، میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔

---

(1) النور، 33:24

(2) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه و وجد مؤنه، رقم 1401، ص1020/2

نیز فرمایا

(النکاح من سنتی فمن لم یعمل لسنتی فلیس منی) (1)

یعنی نکاح میری سنت ہے جو میری سنت پر عمل نہ کرے گا وہ میرا نہ ہوگا۔

2 اسلام میں تجرد کی گنجائش نہیں

(لا رھبانیۃ فی الاسلام) (2)

یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

نیز فرمایا

(عن ابی ایوب قال قال رسول اللہ ﷺ اربع من سنن المرسلین الحیاء والتعطر والسواك والنكاح) (3)

یعنی ابوایوب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں مرسلین کی سنت ہیں۔

۱۔حیاء ۲۔خوشبو لگانا ۳۔مسواک کرنا ۴۔نکاح کرنا

نیز فرمایا۔

(عن عبد اللہ ابن مسعود قال خرجنا مع رسول اللہ ﷺ و نحن شباب لا نقدر علی شئ و قال یا معشر الشاب علیکم بالباءۃ فانہ اغض للبصر و احسن للفرج فمن لم یستطع منکم الباءۃ فعلیہ بالصوم فان الصوم لہ و جاء) (4)

(1) ابن ماجہ ،سنن ،کتاب النکاح،باب ماجاء فی فضل النکاح ، رقم 1846،ص 592/1

(2) ابوداؤد،سنن،کتاب المناسك،باب لاصرورۃ فی الاسلام، رقم 1728،ص 141/2

(3) ترمذی، سنن، کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ ،باب ماجاء فضل التزویج والحث علیہ ، رقم 1080،ص 391/3

(4) ترمذی، سنن، کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ ،باب ماجاء فضل التزویج والحث علیہ ، رقم 1081،ص 392/3

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبکہ ہم حالت شباب میں تھے، نکاح کی طاقت بھی نہ رکھتے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا اے نوجوانوں تم پر نکاح کرنا ضروری ہے کیونکہ نکاح سے آنکھوں میں حیاء آتی ہے، شرمگاہ گناہ سے محفوظ رہتی ہے اور جو شخص نکاح کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے کیوں کہ روزے سے شہوت کو توڑ دیتے ہیں۔

نیز فرمایا

(عن سمرة ان النبی ﷺ نهی عن التفرس) (1)

سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلا نکاح رہنے سے منع فرمایا ہے۔

3 مناسب رشتہ ظاہر ہونے کے بعد تاخیر نا مناسب ہے۔

(عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا خطب اليكم من ترضون دينه و خلقه فزوجوه الا تفعلوا تكن فتنة فی الارض وفساد عريض) (2)

ابو ہریرہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو وہ تمہیں پیغام نکاح بھیجے تو اُس کے ساتھ نکاح کر دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ زمین میں بڑے فساد کا باعث ہوگا۔

نیز فرمایا

(عن ابی هرير ة عن النبی ﷺ تنكح النساء لاربع لما لها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك) (3)

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (عموما) چار خوبیوں کے پیش نظر عورتوں کے

(1) ترمذی، سنن، کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ ،باب ماجآء فی النھی عن التبتل، رقم 1082،ص 393/3

(2) ترمذی، سنن، کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ ،باب ماذا جآء من ترضون دینہ فزوجوہ، رقم 1084،ص 394/3

(3) ترمذی، سنن، کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ ،باب ماذا جآء من ترضون دینہ فزوجوہ، رقم 1086،ص 396/3

ساتھ نکاح کیا جاتا ہے مال حسب ونسب، خوبصورتی اوراس کا دین دار ہونا، تاہم تم دین دارعورت کو تلاش کرو (اگر اس کی مخالفت کروگے تو نقصان اُٹھاؤ گے)

نیز فرمایا

(من اعطی للہ و منع للہ واحب للہ وابغض للہ وانکح للہ فقد استکمل الایمان) (1)

جس نے اللہ کیلئے دیا، اللہ کے لیے روکا، اللہ کیلئے محبت کی اور اللہ ہی کیلئے عداوت رکھی اور اللہ ہی کیلئے ان سے نکاح کیا پس اُس نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا۔

iii نکاح کی اقسام

انسانی طبائع کے مختلف ہونے کی وجہ سے نکاح کے حوالہ سے احکام بھی مختلف ہیں بعض اوقات نکاح کرنا فرض ہوجاتا ہے بعض اوقات واجب، کبھی مستحب اور کبھی مکروہ قرار پاتا ہے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں لوگوں کے اعتبار سے نکاح کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم

جس شخص کو غلبہ شہوت ہو اور نکاح کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اس شخص کیلئے نکاح کرنا مستحب ہے

دوسری قسم

جس شخص کو غلبہ شہوت نہ ہو اور نکاح کی طاقت بھی نہ ہو تو اس شخص کیلئے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

تیسری قسم

جس شخص کو غلبہ شہوت ہو اور نکاح کی طاقت نہ ہو تو اس شخص کیلئے بھی نکاح مکروہ ہے اور اس شخص کو اپنی شہوت کم کرنے کیلئے روزے رکھنے چاہئیں۔

چوتھی قسم

جس شخص کو غلبہ شہوت نہ ہو اور نکاح کی طاقت ہو، جمہور شافعیہ کے نزدیک اس کے حق میں نکاح مکروہ تو نہیں ہے لیکن اس کیلئے افضل یہ ہے کہ نکاح نہ کرے اور عبادت کیلئے خلوت اختیار کرے

(1) حاکم، المستدرک، ص164/2

اور امام ابوحنیفہ، بعض شافعیہ اور بعض مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ اُس شخص کیلئے نکاح کرنا افضل ہے۔ (1)

علامہ آلوسی، امام نووی کے بیان سے اختلاف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں، احناف کی کتابوں میں امام اعظم کا جو مذہب بیان کیا گیا ہے وہ امام نووی کے بیان کردہ مذہب سے مختلف ہے، تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے کہ غلبۂ شہوت کے وقت نکاح واجب ہوتا ہے اور اگر اُسے یقین ہو کہ اگر اس نے نکاح نہیں کیا تو زنا میں گرفتار ہو جائے گا تو اس پر نکاح کرنا فرض ہے۔(2)

iv نکاح افضل یا نفلی عبادت؟

علماء کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے کہ نکاح اور نفلی عبادت ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟ اس کی بابت علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔

''امام شافعی کے نزدیک عبادت کیلئے خلوت میں بیٹھنا نکاح کرنے سے افضل ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیٰی علیہ السلام کی مدح میں فرمایا۔

{ سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا }(3)

یعنی بے شک اللہ آپ کو یحیٰی کی خوشخبری سناتا ہے جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کیلئے عورتوں سے بچنے والا ہوگا

یعنی وہ قدرت کے باوجود عورتوں کے قریب نہیں جاتے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدح فرمائی ہے اور اگر نکاح کرنا افضل ہوتا تو اللہ ان کی تعریف نہ فرماتا''۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک بھی انبیاء سابقین کی شریعت مطلقا حجت نہیں ہے پس اس چیز سے اُن کا استدلال کس طرح صحیح ہوگا جو ان کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے البتہ انبیاء سابقین کی شریعت اُس وقت حجت ہوتی ہے کہ جب ہماری شریعت میں اُس کے خلاف دلیل نہ ہو۔

امام شافعی کی دوسری دلیل یہ ہے کہ نکاح معاملات میں سے ایک معاملہ ہے اس لئے یہ نفلی

(1) نووی، شرح مسلم، ص448/1

(2) آلوسی، روح المعانی، ص194/4

(3) اٰل عمران، 3:39

عبادت سے افضل نہیں ہوسکتا،اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح اپنی معنویت کے اعتبار سے نفلی عبادات سے افضل ہے کیوں کہ نکاح کی وجہ سے انسان گناہوں سے بچتا ہے،اور نکاح کے ذریعہ انسان نیک اولاد کے حصول کی کوشش کرتا ہے،بیوی بچوں کیلئے کسب کرتا ہےاوران کا پیٹ پالتا ہےاسی اعتبار سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا،وہ میرے طریقہ پرنہیں ہےاس نکتہ پرصرف امام ابوحنیفہ اورامام ابوحنیفہ کے متبعین متنبہ ہوئے ہیں(1)

v مقاصدنکاح

مقاصدنکاح کودوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔مقصداصلیہ ۲۔مقاصدتبعیہ

﴿الف﴾مقصداصلیہ

قانونی اورشرعی ازدواج یعنی نکاح کا مقصداصلی شرعی بنیادوں پرحفاظت نسل ہے تاکہ عمرانیات کو برقراراورزمین کوانسانی نفوس سے آبادرکھا جاسکے۔انسان کی تخلیق کا یہ مقصد بیان کرتے ہوئے رب ذوالجلال نے ارشادفرمایا۔

{ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا }(2)

یعنی اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیااوراس میں تمہیں بسایا

غرض یہ کہ شرعی ازدواج کا مقصداصلی استعمار ہے جبکہ اس عمل کے ساتھ دیگرمفادات بھی دستیاب ہوتے ہیں جنہیں مقاصدتبعیہ کہا جاتا ہے اورمقصداصلی کے مکملات ومتممات کہلاتے ہیں نکاح کے معروف مقاصدتبعیہ درج ذیل ہیں۔

(1) عینی ، عمدۃ القاری ، ص20

(2) ھود ، 61:11

﴿ب﴾ مقاصد تبعیہ

1۔ حصول احصان

افزائش نسل کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر قوت شہوانیہ کو ودیعت کر دیا ہے مگر ساتھ ہی انسان کو خاص شرعی اُسلوب سے ایک مخصوص دائرہ میں اپنی صنفی خواہشات کی تکمیل کا پابند بنا دیا تا کہ انسانی تمدن کو فساد سے محفوظ رکھا جا سکے، خاندانی نظام کو برقرار رکھا جا سکے، اور افزائش نسل کے نام پر اخلاقی کدورتوں سے تحفظ دیا جا سکے۔ شرعی اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے نسل انسانی کی بقاء کیلئے جنسی عمل کو قرآن مقدس میں ''احصان'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ }(1)

یعنی ان حرام کردہ عورتوں کے سوا جتنی عورتیں ہیں اُنہیں اپنے اموال کے ذریعہ حاصل کرنا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے دائرہ نکاح میں عمل کرتے ہوئے نہ کہ آزاد شہوت رانی کرتے ہوئے۔

نیز فرمایا

{ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ }(2)

یعنی اُن کے سرپرستوں کی اجازت سے اُن کے ساتھ نکاح کر لو، اور معروف طریقہ سے ان کے مہر ادا کر دو تا کہ وہ دائرہ نکاح میں محفوظ ہو کر رہیں، آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ خفیہ دوستیاں رچاتی پھریں۔

2۔ حصول راحت

کام کاج کے بعد تھکاوٹ کا احساس، معاشرتی زندگی میں نفسیاتی دباؤ، ذہنی اضطراب کی کیفیت کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کے شرعی اختلاط کو خاص اہمیت دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(1) النساء، 24:4

(2) النساء، 25:4

{ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً }(1)

یعنی اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم اُن کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔

3۔حصول لباس

اللہ جل جلالہ نے مرد کو عورت اور عورت کو مرد کا لباس قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ }(2)

یعنی عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان عورتوں کا لباس ہو۔

جس کی متعدد حکمتیں ہیں۔

۱۔جس طرح لباس موسمی حالات سے تحفظ دیتا ہے اسی طرح مرد و زن کو چاہئے ایک دوسرے کو معاشرتی مسائل میں سہارا دیں۔

۲۔جس طرح لباس عیوب و نقائص کو ڈھانپ دیتا ہے، اسی طرح خاوند اور بیوی کو بھی ایک دوسرے کے نقائص کو چھپانا چاہئے۔

۳۔جب لباس پر داغ اور دھبے لگ جائیں تو لابس کی شخصیت بھی متأثر ہوتی ہے اسی طرح شوہر اور بیوی کو چاہئے کہ داغداری سے بچیں تا کہ اُس کی وجہ سے اُس کا ہمسفرِ حیات معاشرہ میں سرخرو رہے۔

۴۔جس طرح داغدار کپڑے کو پھینک نہیں دیا جاتا بلکہ اس کی صفائی، ستھرائی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور پھر سے حسب سابق استعمال کر لیا جاتا ہے اسی طرح اگر کسی ایک جہت میں عملی میل کچیل پیدا ہو جائے تو دوسرے کو ملائمت سے اُس کی اصلاح کرتے ہوئے نبھا کو برقرار رکھنا چاہئے۔

4۔ حصول اولاد صالح کی کوشش

اولادِ صالح دنیوی زندگی ہی نہیں اُخروی زندگی کیلئے بھی نعمت الٰہی ہے شرعی ازدواج سے انسان اولاد صالح کی تلاش کرتا ہے اولاد صالح قیامت کے دن بھی والدین کیلئے راحت کا باعث بنے گی۔

---

(1) روم، 21:30

(2) البقرہ، 187:2

(عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لیرفع الدرجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یا رب انی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدك لك) (1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے نیک بندے کے درجہ کو بلند کرتا ہے تو وہ بندہ عرض کرتا ہے اے میرے رب جنت میں مجھے یہ مقام کیسے دستیاب ہو گیا؟ اللہ فرماتا ہے تمہارے بچے کے تمہارے لئے معافی کی درخواست کرنے کی وجہ سے تمہیں یہ مقام ملا ہے۔

5۔ حصول رفعت کی کوشش

شرعی ازدواج سر بلندی کے حصول کا ذریعہ ہے بیوی کے ساتھ حسن معاشرت مرد کو معاشرہ کا بہترین شخص بنا دیتی ہے اس طرح نکاح سر بلندی کے حصول کا ذریعہ قرار پاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

(خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی) (2)

یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک کرے (مجھے دیکھو) اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے زیادہ اچھا رویہ رکھتا ہوں۔

vi ارکان نکاح

رکن وہ ہے جو کسی شی کے اجزاء ترکیبی میں شامل ہوتا ہے اگر اُس رکن کو الگ کر لیا جائے تو وہ شی بھی باقی نہ رہے۔ نکاح کے دو بنیادی رکن ہیں۔

﴿ا﴾ ایجاب ﴿ب﴾ قبول

نکاح کے منعقد اور صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو مسلمان گواہوں کے سامنے مجلس نکاح میں ایجاب

---

(1) احمد بن حنبل، مسند، کتاب باقی مسند المکثرین، باب باقی المسند کالسابق، رقم 10618، ص509/2

(2) ترمذی، السنن، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فضل ازواج النبی ﷺ، رقم 1315، ص 319/1

اور قبول کیا جائے۔امام ابوحنیفہ،امام احمد اور امام شافعی رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں۔تاہم امام مالک گواہوں کی بجائے اعلان کو شرط قرار دیتے ہیں۔آئمہ ثلاثہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

(عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال البغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ) (1)

ابن عباس سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا بدکار عورتیں وہ ہیں جو گواہوں کے بغیر اپنا نکاح کرتی ہیں۔

نکاح میں گواہوں کے حوالہ سے مشاہیر کی آراء ذیل ہیں۔

1۔ علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں

ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے

(لا نکاح الا بشھود)(2)

یعنی گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ہے اور ہمارے علماء اس حدیث پر عمل کرتے ہیں جبکہ امام مالک ،ابن ابی لیلیٰ اور عثمان بتی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ نکاح میں گواہ شرط نہیں ہیں بلکہ اعلان شرط ہے حتی کہ بچوں اور دیوانوں کے سامنے بھی اعلان کر دیا جائے تو نکاح درست ہوگا اور اگر گواہوں کو گواہی ظاہر نہ کرنے کیلئے کہا تو نکاح درست نہ ہوگا۔

2۔ حافظ ذیلعی نے بھی استدلالا حدیث ذیل کو ذکر کیا ہے

(قال علیہ السلام لا نکاح الا بشھود) (3)

---

(1) ترمذی ،السنن ،کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ ، باب ماجآء لانکاح الاببینتہ، رقم 1103، ص411/3

(2) ترمذی ،السنن ،کتاب النکاح عن رسول اللہ ﷺ ، باب ماجآء لانکاح الاببینتہ، رقم 1104، ص411/3

(3) ذیلی ، حافظ جمال الدین ، نصب الرایہ ، ص167/3

3۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں

دو مسلمانوں کی گواہی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا خواہ نکاح کرنے والے عورت اور مرد دونوں مسلمان ہوں یا صرف مرد مسلمان ہو۔امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے اور یہی امام شافعی کا قول ہے اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر عورت ذمیہ ہے تو دو ذمیوں کی گواہی سے بھی نکاح ہو جائے گا۔(1)

عصر حاضر میں جبکہ فاصلے سمٹ گئے ہیں دور دراز کے سفر آسان ہو گئے ہیں بہت سے لوگ غیر ملکی سفر اختیار کر لیتے ہیں جب نکاح کا مرحلہ آتا ہے تو ہم سفر زندگی دوسرے ملک کا رہائشی ہوتا ہے ان حالات میں ٹیلیفون کے ذریعہ نکاح پڑھا جاتا ہے۔جو کہ درست نہیں ہے کیوں کہ انعقاد نکاح کیلئے ضروری ہے کہ دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں نکاح کا عمل کیا جائے جبکہ اس عمل نکاح میں لڑکی کے پاس موجود گواہان لڑکے ہاں موجود گواہان سے مختلف ہوتے ہیں لہذا ایسا نکاح منعقد نہیں ہوتا،ان حالات میں انعقاد نکاح کیلئے ضروری ہے کہ لڑکا یا لڑکی ٹیلیفون،خط یا ای میل کے ذریعہ کسی شخص کو اپنا وکیل بنا دے اور وہ وکیل گواہان کی موجودگی میں غائب کا نکاح حاضر کے ساتھ کر دے۔

4 ۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں

''اگر غائب کسی حاضر شخص کو اپنا وکیل بنا دے اور وہ وکیل لڑکی کا نکاح اس غائب شخص کے ساتھ کر دے تو نکاح صحیح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی طرف خط لکھا اور ام حبیبہ کو پیغام نکاح دیا،اور نجاشی نے حضرت ام حبیبہ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے کر دیا کیوں کہ سلطان ہونے کے اعتبار سے نجاشی حضرت ام حبیبہ کے ولی تھے''(2)

---

(1) ابن قدامہ حنبلی ، المغنی ، ص 7/7

(2) السرخسی ، م ن ، ص 31/5

5۔ علامہ مرغینانی رقمطراز ہیں

" النکاح ینعقد بالایجاب والقبول بلفظین یعتبر بہما عن الماضی لان الصیغۃ وان کانت للاخبار وضعا جعلت للانشاء شرعا دفعا للحاجۃ } (1)

یعنی نکاح ایجاب اور قبول کے دولفظوں سے منعقد ہوتا ہے ان دونوں لفظوں کو ماضی سے تعبیر کیا جاتا ہے کیوں کہ ماضی کا صیغہ اگرچہ وضعا خبر دینے کیلئے موضوع ہے مگر ضرورت کے پیش نظر شرعا انشاء کیلئے بنالیا گیا ہے۔

vii خصائص نکاح

نکاح کے مندرجہ ذیل خصائص ہیں۔

پہلی خصوصیت مشرک نہ ہونا

خصائص نکاح میں سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ جس کے ساتھ نکاح ہو رہا ہے وہ مشرک نہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۔ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ }(2)

یعنی مشرکہ عورتوں کے ساتھ نکاح مت کرو یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور بے شک ایمان دار لونڈی شرک کرنے والی عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھی لگتی ہو اور (مسلمان عورتوں کو) مشرکوں کے نکاح میں مت دو یہاں تک کہ وہ ایمان دار بن جائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا لگتا ہو (کیوں کہ) وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور

(1) مرغینانی ، الہدایہ ، ص773/2

(2) البقرۃ، 2:221

اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنی آیات لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آیت مذکورہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کی بابت نازل ہوئی جبکہ انہوں نے اپنی باندی کو آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ لوگوں نے اس عمل پر طعن کی کیوں کہ لوگ باندیوں کے ساتھ نکاح کرنے کی بہ نسبت مشرکات کے ساتھ نکاح کو ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے عمل کو نہ صرف مستحسن قرار دیا بلکہ اہل اسلام کو مشرکوں کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا(1)

مزید فرمایا

{ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ }(2)

یعنی نہ تو یہ مومن عورتیں کافر مردوں کیلئے حلال ہیں نہ ہی وہ کافر مردان مومن عورتوں کیلئے حلال ہیں اور (اے ایمان دارو) کافر عورتوں کے ساتھ نکاح پر جمے نہ رہو۔

کتابیہ کے ساتھ نکاح کا حکم

شریعت اسلامیہ نے کتابیہ کے ساتھ نکاح کی اجازت دی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ }(3)

یعنی آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں (جبکہ اہل کتاب کیلئے بعض حلال چیزیں بھی حرام تھیں) اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کیلئے حلال

(1) البقرہ ، 221/:2

(2) الممتحنہ ، 10:60

(3) المائدہ ، 5:5

ہے۔ایمان دار شریف عورتیں، اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب ملی ان کی شریف عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں جبکہ تم انہیں ان کا مہر دو۔

دوسری خصوصیت: نکاح متعہ نہ ہونا

ابتداء اسلام میں متعہ کے حلال ہونے پر تمام علماء اسلام متفق ہیں مگر فتح مکہ کے بعد جمہور علماء عقد متعہ کی حرمت جبکہ شیعہ حسب سابق حلت کے قائل ہیں۔نکاح مؤجل بھی جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے۔(1)

فقہ جعفریہ میں متعہ پر استدلال

فقہ جعفریہ میں متعہ کو صرف جائز ہی نہیں بلکہ اجر عظیم کا باعث بھی قرار دیا گیا ہے شیخ کلینی نے مُتعہ پر استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے۔

(عن ابی بصیر قال سئلت ابا جعفر علیه السلام عن المتعه قال نزلت فی القرآن فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ (النساء،24:4))(2)

ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے متعہ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مُتعہ کے متعلق قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (ترجمہ) تم نے عورتوں سے جو متعہ کیا ہے تو انہیں اس کا معاوضہ ادا کرو اور اگر معاوضہ مقرر کرنے کے بعد تم کسی مقدار کے ادا کرنے پر باہم رضا مند ہو جاؤ تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(فقہاء اہلسنت آیت مذکورہ سے یہ مراد لیتے ہیں۔کہ اگر تم اپنی منکوحہ بی بی سے نفع حاصل کر لو یعنی صحبت کر لو تو اُسے پورا مہر دو اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد اگر تم باہمی رضامندی سے حق مہر کی مقدار کو کم، زیادہ یا بالکل ختم کر دو تو کوئی حرج نہیں ہے)

(1) مالك، المدونه، ص46/4
شافعی، کتاب الام ص17/5
(2) کلینی، ابو جعفر محمد بن یعقوب، الفروع من الکافی، ص448/5

فقہاء اہل سنت کی آراء

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں

متعہ اولاً مباح کیا گیا پھر حرام کیا گیا پھر مباح کیا گیا پھر حرام کیا گیا۔ اباحت اولیٰ یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں لوگ اپنی عادت کے مطابق متعہ کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے سکوت فرمایا۔ پھر خیبر کے موقع پر متعہ حرام کر دیا گیا جیسا کہ احادیث میں ہے حضرت جابر کی روایت کے مطابق فتح مکہ کے دن پھر دوبارہ متعہ مباح کیا گیا پھر چند دن بعد قیامت تک کیلئے متعہ حرام کر دیا گیا جیسا کہ حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ علامہ وشتانی نے قاضی عیاض کے حوالہ سے مالکیہ کے اختلاف بابت متعہ کرنے والے کی سزا کو بھی ذکر کیا ہے(1)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں

جس عقد میں مدت اور معاوضہ کا تعین ہو اُسے متعہ کہتے ہیں خواہ مدت معلوم ہو (جیسے اتنے منٹ، گھنٹے یا اتنے دن وغیرہ) یا مجہول (جیسے فصل کی کٹائی تک عقد کیا جائے) امام احمد نے تصریح کی ہے کہ متعہ حرام ہے۔

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں

ہمیں رسول اکرم ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک غزوہ میں جب صحابہ کرام پر ازدواج سے علیحدگی بہت تکلیف دہ ہوگئی تو آپ نے تین دن کیلئے متعہ کو مباح کر دیا پھر آپ نے متعہ سے ممانعت کر دی متعہ کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے یہ کہے کہ میں تجھ سے اتنے پیسوں کے عوض اتنی مدت کیلئے فائدہ حاصل کروں گا اور ہمارے نزدیک یہ باطل ہے(2)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں

صحیح اور درست یہ ہے کہ متعہ کی تحریم اور اباحت دوبار واقع ہوئی۔ خیبر سے پہلے مباح تھا پھر خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا پھر فتح مکہ کے دن مباح کیا گیا اور یہی یوم اوطاس ہے پھر قیامت

---

(1) وشتانی مالکی ابو عبد اللہ، اکمال اکمال المعلم، ص 14/4

(2) ابن قدامہ، المغنی، ص 137/7

تک کیلئے متعہ حرام کر دیا گیا اور اس کی حرمت قائم رہی علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ متعہ میں ایک مدت کیلئے عقد ہوتا ہے اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور بغیر طلاق کے اس میں انقطاع ہو جاتا ہے سوائے شیعہ کے تمام علماء اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ متعہ حرام ہے حضرت ابن عباس سے متعہ کی اباحت منقول ہے لیکن اُن کا فتویٰ سے رجوع کرنا بھی منقول ہے۔(1)

تیسری خصوصیت عدم حرمت

نکاح کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ نکاح منعقد ہو رہا ہے وہ شخص اُن افراد میں سے نہ ہو کہ جن کے ساتھ نکاح کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ جبکہ اس فرد کا شمار ان افراد سے ہوتا ہو جن کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے سلسلہ ازدواج کو قائم کرنے کیلئے مردوں کیلئے تمام عورتوں اور عورتوں کیلئے تمام مردوں کو حلال قرار نہیں دیا بلکہ بعض افراد کے ساتھ نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے۔ بعض افراد وہ ہیں کہ جن کے ساتھ کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا تابیداً نکاح نہ ہوسکنے کے تین اسباب ہیں۔

۱۔نسب ۲۔رضاعت ۳۔مصاہرت

اور بعض افراد وہ ہیں جن کے ساتھ عارضی طور پر نکاح نہیں ہوسکتا۔ جس علت کی وجہ سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا ہے جب تک وہ علت قائم رہے گی تب تک نکاح جائز نہ ہوگا اور جیسے ہی علت ختم ہو جائے گی تو نکاح جائز قرار پا جائے گا۔ مثلاً اپنی منکوحہ کی موجودگی مین اس کی بہن کے ساتھ نکاح ممنوع ہے۔ اللہ جل جلالہ نے قرآن مقدس میں محرمات کی ایک فہرست بھی عطا کی ہے(2)

چوتھی خصوصیت: نکاح سے قبل عورت کو دیکھنا

نکاح کی تاثیر اُس وقت کامل ہوتی ہے کہ جب مرد اور عورت باہم دیگر کشش رکھتے ہوں تنافر کی صورت میں مقصد نکاح کی تکمیل نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ نکاح سے قبل عورت کے چہرہ کو دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ فطری میلان پیدا ہو جائے۔

---

(1) سرخسی ، المبسوط ، ص152/5

(2) النساء ،23:4

(عن ابی هريرة رضی الله عنه قال كنت عند النبی ﷺ فاتاه رجل فاخبره وانه تزوج امرأة من الانصار فقال له رسول الله ﷺ انظرت اليها قال لا قال فاذهب فانظر فان فی اعين الانصار شيأ) (1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا ہوا تھا ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کر لیا ہے آپ نے فرمایا کیا تم نے اُسے دیکھ لیا تھا؟ اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا جاؤ جا کر دیکھ لو کیوں کہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (عیب) ہوتا ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں

امام شافعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مستحب ہے کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ رکھتا ہو وہ نکاح سے پہلے اُس عورت کو دیکھ لے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علماء کے نزدیک یہ مکروہ ہے لیکن یہ قول خطاء پر مبنی ہے۔ اور اس باب (جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اُسے دیکھنا جائز ہے) کی احادیث کے خلاف ہے نیز امت کا اس پر اجماع ہے کہ ضرورت کے وقت عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے، مثلاً خرید و فروخت یا شہادت کے وقت دیکھنا۔ نکاح کیلئے عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے کیوں کہ ان اعضاء کا چھپانا ضروری نہیں ہے۔ (2)

پانچویں خصوصیت: عورت سے اجازت طلب کرنا

نکاح دراصل رشتہ ازدواج کو مستقل برقرار رکھنے کا عہد ہوتا ہے اس لئے نکاح سے پہلے ایسے معمولات کو اختیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے کہ جن کو اختیار کرنے سے سلسلہ ازدواج میں استقلال پیدا ہو سکے ان میں سے ایک عمل یہ بھی ہے کہ نکاح کرنے سے پہلے بیوہ سے زبانی اقرار کے ذریعہ اجازت طلب کی جائے اور کنواری کا رضا مندی والا سکوت اس کی

(1) مسلم ، الجامع الصحيح ، كتاب النكاح ، باب ندب النظرالی وجه المرأة كفيها لمن يريد تزوجها، رقم 1424، ص1040/2

(2) نووی ، مع الجامع الصحيح، ص833/3

طرف سے اجازت قرار دیا جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

(ان رسول اللہ ﷺ قال لا تنکح الایم حتی تستامر و لاتنکح البکر حتی تستاذن قالوا یا رسول اللہ کیف اذنھا قال ان تسکت) (1)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غیر شادی شدہ لڑکی سے مشورہ لئے بغیر اُس کا نکاح نہ کیا جائے اور کنواری کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کنواری کی اجازت کس طرح ہے؟ فرمایا اُس کی خاموشی۔

ولی کے بغیر عقد نکاح کی شرعی حیثیت کی بابت فقہاء اسلام کی مختلف آراء ہیں امام نووی شافعی نے لکھا ہے۔

''امام مالک، امام شافعی نے کہا ہے کہ ولی شرط ہے اور ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ بیوہ یا مطلقہ اور بالغہ کنواری کے نکاح کی صحت کیلئے ولی کی اجازت شرط نہیں ہے۔ اور وہ ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کر سکتی ہے داؤد ظاہری نے کہا ہے کہ کنواری کیلئے ولی کی اجازت شرط ہے اور بیوہ یا مطلقہ کیلئے شرط نہیں ہے امام مالک اور شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے'' لا نکاح الا بولی ''یعنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ہے۔ اور اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ کو بیع وغیرہ پر قیاس کیا ہے یعنی جب عورت ولی کی اجازت کے بغیر خرید و فروخت کر سکتی ہے تو ولی کی اجازت کے بغیر اپنا عقد بھی کر سکتی ہے اور جس حدیث میں ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اسے امام ابوحنیفہ صغیرہ (نابالغہ) پر محمول کرتے ہیں اور اس حدیث کے عموم کو قیاس سے خاص کرتے ہیں اور عموم کو قیاس سے خاص کرتے ہیں اور عموم کو قیاس سے خاص کرنا اکثر اصولیین کے نزدیک جائز ہے (2)

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت، رقم 1419، ص1036/2

(2) نووی، مع الجامع الصحیح، ص 455/1

چھٹی خصوصیت: دعوت ولیمہ

نکاح انعامات الٰہیہ میں سے ایک بہت بڑا انعام ہے کیوں کہ اس عمل سے شرعی ازدواج پیدا ہوتا ہے اور بقاء نسل انسانی کا یہ منشاء ہے اس لئے حضور ﷺ نے مرد کو ولیمہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ولیمہ کی شرعی حیثیت کی بابت مشاہیر کی آراء درج ذیل ہیں۔

علامہ عینی لکھتے ہیں۔

ظاہریہ کے نزدیک ولیمہ کرنا فرض عین ہے۔امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے امام مالک کا بھی یہی مذہب مشہور ہے امام احمد کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے بعض شافعیہ کے نزدیک ولیمہ واجب ہے بعض مالکیہ کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے۔احناف میں سے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ولیمہ کرنا سنت ہے۔(1)

viii محرمات نکاح

شریعت اسلامیہ نے چند ایسی عورتوں کی وضاحت کر دی ہے کہ جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے اور ان کے علاوہ دوسری عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے۔جن عورتوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے بنیادی طور پر ان کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ ابدی محرمات، یہ ایسی عورتیں ہیں جن کے ساتھ کبھی نکاح نہیں ہو سکتا۔

2۔ وقتی محرمات، یہ ایسی عورتیں ہیں جن کے ساتھ بعض حالات کی وجہ سے نکاح نہیں ہو سکتا، اگر وہ مخصوص حالت ختم ہو جائے تو نکاح ہو بھی سکتا ہے۔

﴿الف﴾ ابدی محرمات

ابدی محرمات کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

محرمات نسبیہ محرمات صہریہ محرمات رضاعیہ

(1) عینی علامہ بدر الدین، عمدۃ القاری، ص144/20

1۔محرمات نسبیہ (محرمات نسبیہ کے چار طبقات ہیں)

پہلا طبقہ: اُصول: والدہ، دادی، نانی (اوپر تک) کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔(1)

(اسی طرح عورت کیلئے اپنے باپ، دادا اور نانا (اوپر تک) کے ساتھ نکاح کرنا ناجائز ہے)

دوسرا طبقہ: فروع: بیٹی، اولاد کے اولاد کے ساتھ نکاح ممنوع ہے۔

تیسرا طبقہ: فروع والدین: بہن، بہن اور بھائیوں کی بیٹیوں، بھائیوں اور بہنوں کے اولاد کی بیٹیوں (نیچے تک) کے ساتھ نکاح حرام ہے۔(2)

چوتھا طبقہ: بلاواسطہ فروعِ اجداد: پھوپھی، خالہ سے نکاح حرام ہے۔

بالواسطہ فروع اجداد کے ساتھ نکاح جائز ہے جیسے پھوپھی، خالہ، چچا اور ماموں کے اولاد(3)

محرمات نسبیہ کی تفصیل کو اللہ جل جلالہ نے قرآن مقدس میں ان کلمات سے بیان فرمایا۔

{ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ }(4)

یعنی تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں حرام کردی گئی ہیں (یعنی ان کے ساتھ نکاح کرنا حرام کردیا گیا ہے)

2۔محرمات صہریہ (محرمات صہریہ کے پانچ طبقات ہیں)

پہلا طبقہ: اصول زوجہ اپنی بیوی کی والدہ، بیوی کی دادی یا نانی (اوپر تک) کے ساتھ مرد کا نکاح کرنا حرام ہے۔حرمت مذکورہ کیلئے فقط عقدِ نکاح ہی کافی ہے خاوند اور بیوی کا صنفی اختلاط ہوا ہو یا نہ ہوا ہو(5)

---

(1) النساء، 23:4
مرغینانی، هدایه، ص2/275
(2) النساء، 23:4
مرغینانی، م ن، ص2/275
(3) النساء، 23:4
(4) النساء، 23:4
الدکتور علی عبد الواحد وافی، الأُسرة والمجتمع، ص26
(5) النساء، 23:4

دوسرا طبقہ: فروعِ زوجہ بیوی کی بیٹی، بیوی کے اولاد کی بیٹی کے ساتھ نکاح ناجائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ منکوحہ کے ساتھ دخول کا عمل بھی ہو چکا ہو، اگر منکوحہ کے ساتھ ازدواجی عمل نہیں ہوا اور طلاق ہوگئی تو ایسی صورت میں منکوحہ کی دوسرے شوہر سے بیٹی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ }(1)

یعنی تمہاری وہ بیویاں جن کے ساتھ تم صحبت اختیار کر چکے ہو ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں (وہ تمہارے لئے حرام ہیں) اور اگر تم نے (ابھی تک) اپنی بیویوں سے صحبت اختیار نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے (کہ اُن زیرِ کفالت لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرلو)

تیسرا طبقہ: زوجاتِ اصول: والد، دادا، نانا (اوپر تک) کی بیویوں (جب کہ وہ مطلقہ ہو جائیں یا بیوہ ہوجائیں) کے ساتھ نکاح ناجائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ }(2)

یعنی جن عورتوں کو تمہارے باپ اپنے نکاح میں لائے اُنہیں تم (اپنے) نکاح میں مت لاؤ مگر جو کچھ پہلے ہو چکا (سو ہو چکا)۔

چوتھا طبقہ: زوجاتِ فرع: بیٹے، پوتے، نواسے کی بیوی کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ }(3)

یعنی اور تمہارے حقیقی (صلبی) بیٹوں کی بیویاں (تم پر حرام ہیں)

---

(1) النساء ، 23:4

(2) النساء، 22:4

(3) النساء ، 23:4

پانچواں طبقہ: اُخت زوجہ: جب تک اپنی منکوحہ کے ساتھ عقدِ نکاح برقرار ہے تو منکوحہ کی بہن کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ } (1)

اور یہ کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو (یہ ناجائز ہے) مگر جو پہلے ہو چکا۔

3۔ محرمات رضاعیہ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(ان الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة) (2)

رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔

علامہ نووی شافعی رقمطراز ہیں۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ دودھ پینے والا، دودھ پلانے والی کا محرم ہے اُس کے ساتھ دودھ پینے والے کا نکاح دائمی طور پر حرام ہے اسے دیکھنا اُس کیلئے حلال ہے اور اس کے ساتھ خلوت جائز ہے اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے لیکن نسب کے تمام احکام رضاعت میں جاری نہیں ہوتے۔ ان کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوتی اور نہ اُن میں سے کسی کا دوسرے پر نفقہ واجب ہوتا ہے۔ اور اس پر بھی اجماع ہے کہ دودھ پینے والے اور دودھ پلانے والی کے اولاد بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

ملاں نظام الدین حنفی لکھتے ہیں۔

دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے تمام اصول اور فروع حرام ہو جاتے ہیں خواہ وہ نسبا اصول وفروع ہوں یا رضاعاً حتیٰ کہ اگر دودھ پلانے والی کے ہاں اُس کے

(1) النساء ، 23:4

(2) مسلم ، الجامع الصحیح ، کتاب الرضاع ، باب یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة، رقم 1444، ص1068/2

موجودہ شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو خواہ دودھ پلانے سے پہلے ہو یا دودھ پلانے کے بعد ہو یا وہ کسی اور بچہ کو دودھ پلائے یا دودھ پلانے والی کے شوہر کی کسی اور بیوی سے اولاد ہو، خواہ اس کو دودھ پلانے سے پہلے ہو یا بعد تو یہ سب دودھ پینے والے کے بھائی اور بہن ہیں اور ان کے اولاد اُس (دودھ پینے والے) کے بھائیوں اور بہنوں کے اولاد ہیں دودھ پلانے والی کے شوہر کا بھائی اُس کا چچا ہے اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہے اور دودھ پلانے والی کا بھائی اس کا ماموں ہے اور بہن اس کی خالہ ہے اسی طرح دادا، دادی اور نانا، نانی کے رشتے ہیں۔ رضاعت کی وجہ سے سسرالی رشتوں کی حرمت بھی ہوتی ہے حتیٰ کہ دودھ پلانے والی کے شوہر کی بیوی دودھ پینے والے پر حرام ہے اور دودھ پینے والے کی بیوی اس کے رضاعی باپ پر حرام ہے۔ باقی سسرالی رشتوں کی تفصیل بھی اسی قیاس پر ہے۔ ماسواء دو مسئلوں کے جن کی تفصیل کتب فقہ میں ہے(1)

﴿ب﴾ وقتی/عارضی محرمات

وقتی محرمات سے ایسی عورتیں مراد ہیں جن کے ساتھ نکاح کو کسی خاص علت کے بہ سبب اُس وقت تک حرام قرار دیا گیا ہو جب تک کہ وہ علت موجود رہے اور جیسے ہی وہ علت ختم ہو جائے تو نکاح بھی جائز قرار پا جائے، جن عورتوں کے ساتھ نکاح کسی مخصوص وجہ سے عارضی طور پر ناجائز قرار پاتا ہے اور وہ مخصوص وجہ ختم ہو جانے کے بعد نکاح جائز قرار پا جاتا ہے ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ دو بہنوں کا ایک مرد کے ساتھ نکاح

شریعت اسلامیہ نے دو بہنوں کے ایک مرد کے نکاح میں ہونے کو ناجائز قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ }(2)

یعنی (تمہارے لئے یہ حرام ہے) یہ کہ تم دو بہنوں کو (نکاح میں) جمع کرو۔

(1) نووی یحییٰ بن شرف، شرح مسلم، ص 466/1

(2) النساء، 23:4

جب تک ایک بہن نکاح میں رہے گی دوسری بہن اُس مرد کے نکاح میں نہیں آسکے گی اگر دوسری بہن کے ساتھ نکاح کا خواہشمند ہے تو پھر پہلی بہن کو نکاح سے فارغ کرنا ہوگا اور عدت کے گذر جانے کے بعد دوسری بہن کے ساتھ نکاح کر سکنے کا مُجاز ہوگا۔ اور یہ اس لئے تا کہ صلہ رحمی برقرار رہے کیوں کہ نکاح کی اجازت کی صورت میں یہ دونوں سوتنیں ہوتیں اور سوتنوں کا تنافر فطری عمل ہے۔

2۔ دو قریبی رشتہ دار عورتوں کا ایک نکاح میں جمع ہونا

شریعت اسلامیہ نے دو قریب ترین عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے بھی منع کیا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

(لا یجمع بین المرء ة وعمتها ولا بین المرأة و خالتها)(1)

یعنی بھتیجی اور پھوپھی کو بھانجی اور خالہ کو نکاح میں ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے۔

علامہ نووی رقمطراز ہیں۔

پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی حقیقی ہوں یا مجازی انہیں ایک نکاح میں جمع کرنا ممنوع ہے مجازی پھوپھی جیسے دادا یا پردادا کی بہن اور مجازی خالہ جیسے نانی کی بہن، ان کی حرمت پر تمام علماء کا اتفاق ہے البتہ بعض شیعہ اور خوارج نے انہیں نکاح میں جمع کرنے کو جائز قرار دیا ہے کیوں کہ قرآن مجید میں ہے۔

{ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ }(2)

یعنی مذکورہ محرمات کے سوا تمہارے لئے تمام عورتیں حلال ہیں

اور مذکورہ محرمات میں پھوپھی، بھتیجی اور خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی حرمت کا ذکر نہیں ہے۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ خبر واحد سے قرآن مجید کے عموم کو منسوخ کرنا جائز ہے۔ اس لئے

---

(1) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المرء و۔۔۔رقم 1408، ص1028/2

(2) النساء، 24:4

(3) نووی، شرح مسلم، ص453/1

اس آیت کا عموم اس حدیث سے منسوخ ہو گیا (3)

علامہ ابن ہمام حدیث مذکور پر تبصرہ کرتے لکھتے ہیں۔

یہ حدیث صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، سنن ابوداؤد، اور جامع ترمذی میں ہے عصر اول میں یہ حدیث صحابہ اور تابعین میں مقبول رہی ہے۔ اس آیت کا عموم قطعی نہیں ہے کیوں کہ قرآن حکیم میں ذکر کردہ محرمات میں مشرکات اور مجوسیات کا ذکر بھی نہیں ہے اس لئے اس آیت کے عموم کے اعتبار سے وہ بھی حلال ہو گئیں۔ جب کہ آیت ''لا تنکحوا المشرکات ''(البقرہ، 221:2) یعنی مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو'' نے ان کے ساتھ نکاح کو ناجائز قرار دے دیا اس طرح اس آیت کا عموم منسوخ ہو گیا اس طرح یہ عموم قطعی نہ رہا بلکہ ظنی ہو گیا، اور احناف کے نزدیک ظنی عموم کی تخصیص خبر واحد کے ساتھ خلاف ضابطہ نہیں ہے۔ (1)

دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی حرمت سے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اگر دو عورتوں میں سے ایک کو مرد فرض کیا جائے اور ان کے درمیان جانبین سے نکاح حرام ہو (خواہ یہ حرمت دودھ کے رشتہ سے ہو یا نسبی رشتہ سے) (2)

3۔ کسی غیر کی منکوحہ سے نکاح کرنا

جس عورت کا نکاح پہلے سے کسی شخص کے ساتھ ہو چکا ہے ایسی صورت کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً ممنوع ہے البتہ اگر عورت کو طلاق ہو جانے کے بعد عدت گذر چکی ہو تو پھر نکاح ہو سکتا ہے اسی طرح وہ عورتیں جو لونڈیاں بن چکی ہیں اگرچہ ان کا نکاح پہلے منعقد ہو چکا ہو پھر بھی ان کے ساتھ نکاح منعقد ہو سکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم }(3)

یعنی اور خاوند والی عورتیں (اُن کے ساتھ نکاح کرنا بھی ناجائز ہے) مگر جن عورتوں کے تمہارے

(1) ابن ہمام کمال الدین، فتح القدیر، ص152/3
(2) مرغینانی، ہدایہ، ص277/2
(3) النساء، 24:4

ہاتھ مالک ہو جائیں (تو ایسی نکاح دار عورتوں کے ساتھ استبراء کے بعد نکاح ہو سکتا ہے)

4۔ مشرکوں سے نکاح

جب تک کوئی شخص مرد ہو یا عورت مشرک ہے تب تک اس کے ساتھ نکاح حرام ہے اور جب وہ شخص دائرہ شرک سے باہر آ جائے تو پھر اس کے ساتھ نکاح کیا جا سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ }(1)

یعنی اور شرک والی عورتوں سے نکاح مت کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔

5۔ دورانِ عدت نکاح

جب تک عورت عدت میں ہے اس وقت تک اُس کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ }(2)

یعنی اور نکاح کی گرہ مضبوط مت کرو جب تک کہ حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ جائے۔

6۔ حالت احرام میں نکاح

شوافع حالت احرام میں نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں جبکہ احناف اسے جائز کہتے ہیں تاہم ایسی حالت میں ازدواجی تعلقات کے قائم کرنے کے احناف بھی خلاف ہیں۔(3)

---

(1) البقرہ، 221:2
مرغینانی، م ن، ص278/2

(2) البقرہ، 235:2

(3) مرغینانی، م ن، ص278/2

دوسری بحث حفاظت نسل کا سلبی پہلو

شریعت اسلامیہ کا بنیادی مقصد بندوں کیلئے حصول مصلحت ہے، حصول مصلحت کیلئے ہر نفع بخش عمل کو اختیار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور ضرر رساں اُمور سے اعراض کرنے کو کہا جاتا ہے۔ حفاظت نسل کے حوالہ سے شرعی ازدواج (نکاح) کا حکم دیا گیا اور حفاظتِ نسل میں خلل اندازی کرنے والی صورت یعنی زنا کو نہ صرف حرام قرار دیا بلکہ زنا کا ارتکاب کرنے والے کو سزا کا مستحق بھی قرار دیا۔ زنا تو درکنار زنا کے دواعی ومحرکات کو بھی حرام قرار دے دیا۔ اور یہ حفاظت نسل کا سلبی پہلو ہے۔ زنا کے مرتکب کیلئے شدید ترین سزا دراصل شریعت اسلامیہ کی حفاظت نسل کے ساتھ گہری دلچسپی کا مظہر ہے۔ زنا ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے کہ اس کے ساتھ نہ صرف یہ کہ حفاظت نسل کا عمل متأثر ہوتا ہے بلکہ قتل، چوری، ڈکیتی جیسے جرائم بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں زنا کے اثرات نہ صرف یہ کہ اُخروی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں بلکہ دنیوی زندگی بھی برباد ہو جاتی ہے۔ درج ذیل سطور میں جرمِ زنا کا تعارف اور تدارک کیلئے اقدامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

i جرمِ زنا کا تعارف

﴿الف﴾ جرمِ زنا کا مفہوم

1۔ لغوی مفہوم

سید مرتضٰی زبیدی لکھتے ہیں لغت میں زنا کا معنی کسی چیز پر چڑھنا ہے اور اس کا شرعی معنی ہے کہ جس مشتہٰی فرج کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو اُس فرج میں حشفہ کو داخل کرنا۔ علامہ راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ زنا یہ ہے کہ عقدِ شرعی کے بغیر کسی عورت سے وطی کرنا(1)

2۔ اصطلاحی مفہوم

اہل شریعت نے جرم زنا کی مختلف الفاظ میں تعریف کی ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

---

(1) زبیدی حنفی سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس، ص165/10

شوافع

مرد اپنے حشفہ (سپاری) کو کسی ایسی فرج (اندام نہانی) میں داخل کر دے جو طبعاً مشتہیٰ ہو اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو تو اس وطی پر حد (شرعی سزا) واجب ہوتی ہے۔ اگر زانی شادی شدہ (محصن) ہو تو اس کی حد رجم ہے اور اس کے ساتھ کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اور اگر زانی غیر محصن ہو تو اس کی حد کوڑے اور شہر بدر کرنا ہے اس میں مرد اور عورت برابر ہیں۔ محصن ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

پہلی شرط مکلّف ہونا یہی وجہ ہے کہ بچے اور مجنون پر حد نہیں لگے گی لیکن انہیں زجر و توبیخ کی جائے گی۔ دوسری شرط حریت ہے یہی وجہ ہے کہ غلام، مکاتب، ام ولد، اور جس کا بعض حصہ غلام ہو محصن نہیں ہیں اور تیسری شرط نکاح صحیح (1)

مالکیہ

علامہ عبداللہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں کہ علامہ ابن حاجب مالکی نے زنا کی یہ تعریف کی ہے" کسی ایسے فرد کی فرج میں عمداً وطی کرے جو اس کی ملک میں بالاتفاق نہ ہو"(2)

حنابلہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: اہل علم کا اس شخص کے زانی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو کسی ایسی عورت کی قبل میں وطی کرے جو حرام ہو اور وطی کسی شبہ سے نہ ہو اور دبر میں وطی کرنا بھی زنا کی مثل ہے کیوں کہ یہ بھی اس عورت کی فرج میں وطی کرنا ہے جو کہ اس کی ملک میں نہیں ہے اور نہ ملکیت کا شبہ ہے لہٰذا یہ عمل بھی قبل میں وطی کی طرح ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

{ وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ }(3)

یعنی تماری وہ عورتیں جو بے حیائی کا کام کرتی ہیں

(1) نووی ، روضۃ الطالبین ، ص 86/10

(2) وشتانی ،اکمال المعلم ، ص445/4

(3) النساء ،15:4

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط کے متعلق فرمایا۔

{ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ }(1)

کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو؟

یعنی مرد مردوں کی دبر میں وطی کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ قوم لوط کے لوگ عورتوں کی دبر میں وطی کرتے تھے پھر مردوں کی دبر میں وطی کرنے لگے۔(2)

احناف

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں (قابل حد زنا کی تعریف یہ ہے کہ) جو شخص دارالعدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مُشتہاۃ عورت کو قُبل (اندام نہانی) میں وطی حرام کرے۔ درآں حالیکہ وہ قُبل حقیقتاً ملکیت اور ملکیت کے شبہ اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔(3)

ii شرعی حیثیت

﴿الف﴾ حرمت زنا

اللہ جل جلالہ نے قرآن مقدس میں اپنے نیک بندوں کے خصائص کو ذکر کیا ہے ان کی ایک خوبی زنا نہ کرنا بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا }(4)

یعنی اور (اللہ کے بندے) وہ (ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے ہیں اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اُسے ناحق نہیں مارتے اور زنا نہیں کرتے ہیں اور جو شخص

(1) اعراف، 80:7
(2) ابن قدامہ، المغنی، ص 53/9
(3) کاسانی، بدائع الصنائع، ص 33/7
(4) الفرقان، 68:25

یہ کام کرے گا سزا پائے گا۔

حضورﷺ کی بارگاہ میں عورتیں حاضر ہوا کرتی تھیں اور گناہ نہ کرنے کا عزم صمیم ان کا مقصد ہوتا تھا ، اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو پابند کیا کہ جب آپ کے پاس عورتیں گناہ نہ کرنے پر بیعت کے لئے حاضر ہوں تو آپ اُن سے زنا نہ کرنے پر بیعت ضرور لیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ }(1)

یعنی اے نبی جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کیلئے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے لیا کرو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

زنا کار مرد اور عورت کو جسمانی سزا کا مستحق قرار دیا گیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ }(2)

یعنی زنا کار عورت اور زنا کار مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر اللہ کے دین میں ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔

---

(1) الممتحنہ ، 12:60

(2) النور ، 2:24

﴿ب﴾ حرمتِ وسائلِ زنا

شریعت اسلامیہ نے فقط زنا کو ہی حرام قرار نہیں دیا بلکہ ہر وہ عمل جو زنا کے ارتکاب کی طرف لے جاتا ہے اس عمل کو بھی حرام قرار دیا ہے اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا۔

{ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلًا }(1)

یعنی اور بدکاری کے پاس مت جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ''لا تقربوا'' کے کلمات سے ہر اُس راستہ سے اعراض وانحراف کا حکم دے دیا ہے جو کہ راہِ زنا کو جاتا ہے درج ذیل وہ ذرائع ہیں جو زنا کی طرف لے جاتے ہیں لہذا شریعت اسلامیہ نے انہیں اختیار کرنے پر پابندی عائد کردی ہے۔

1۔ بدنظری

بدنظری شیطان کے حملوں میں سے بہت بڑا حملہ ہے بدنظری راہِ زنا کی طرف لے جاتی ہے راہِ راست سے پھسلانے کیلئے شیطان انسان پر اسی راستہ (بدنظری) سے ہی حملہ کرتا ہے اسی لئے اللہ جل جلالہ نے نظروں کے استعمال میں احتیاط کو لازم قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

{ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ، ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ـ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ }(2)

یعنی مسلمان مردوں کو آپ حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ ان کے کاموں سے باخبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دیں کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

---

(1) الاسراء ، 32:17

(2) النور ، 31,30:24

2۔اعضاء کی نمائش

اعضاء کو نمایاں کرنا اور جن اعضاء کی نمائش سے صنفی جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں اُن کا اظہار یہ بھی زنا کا راستہ ہے۔ اللہ جل جلالہ نے ایسے اعضاء کی نمائش سے منع فرمادیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ }(1)

یعنی اپنا بناؤ، زینت نہ دکھائیں سوائے اس کے کہ جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔

3۔ لچکدار گفتگو

ایسی لچک دار گفتگو جس میں نسوانیت کا بھرپور مظاہرہ ہو اور ایسی ملائمت بھری گفتگو کہ سننے والے کے جذبات مشتعل ہو جائیں ایسی گفتگو کو اختیار کرنے سے شریعت اسلامیہ نے روک دیا ہے کیوں کہ یہ عمل بالآخر فساد کا موجب بنتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا }(2)

یعنی پس بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل میں میل رکھنے والا شخص کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔

4۔صنفِ مخالف سے خلوت

اللہ جل شانہ نے غیر محرم مرد اور عورت کو خلوت گزینی سے بھی منع کر دیا ہے کیوں کہ عورتوں اور مردوں کا تخلیہ یہ بھی زنا کا ذریعہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ }(3)

---

(1) النور، 24:31

(2) الاحزاب، 33:32

(3) الاحزاب، 33:53

یعنی اور جب تم اُن عورتوں سے استعمال کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس عمل میں تمہارے اور ان عورتوں کے دلوں کیلئے زیادہ پاکیزگی ہے۔

5۔ اظہار زینت

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ہر ایسے عمل سے روک دیا ہے کہ جس کے ساتھ ان کے زیورات کی جھنکار کو سنا جا سکے کیوں کہ اس عمل سے صنفی میلان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ }(1)

یعنی اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ (اس کی وجہ سے) ان کا چھپایا ہوا سنگھار پہچانا جائے۔

6۔ گھروں میں بلا اجازت جانا

گھروں میں دستک دیئے بغیر داخلہ بھی جنسی بے راہ روی کا باعث بن سکتا تھا تو زنا کے اس ذریعہ کو بھی ختم کر دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ }(2)

یعنی اے ایمان دارو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت جاؤ، جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام پیش نہ کر لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۔ پھر اگر ان گھروں میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو تب بھی مالکوں کی اجازت کے بغیر ان میں نہ جاؤ۔ اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لئے ستھرا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

(1) النور، 31:24
(2) النور، 28:24

7۔اپنے شوہر کے سامنے کسی عورت کی خوبیاں ظاہر کرنا

حضور ﷺ نے عورت کو پابند کیا ہے کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسری عورت کے خصائص، حسن و جمال کا ذکر ہرگز نہ کرے کیوں کہ یہ اوصاف بیان کرنا مرد کے دل میں میل کو پیدا کر سکتے ہیں اس لئے حضور ﷺ نے اس خطرہ کے پیش نظر اس ذریعہ کو ختم کر دیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا

(لا تباشر المرء ۃ المرأۃ فتنعتھا فتظھرھا لزوجھا کأنہ ینظر الیھا)(1)

یعنی ایک عورت دوسری عورت کو ملنے کے بعد اپنے شوہر کے سامنے اُس دوسری عورت کے اوصاف اس طرح بیان نہ کرے گویا کہ شوہر اس عورت کو دیکھ رہا ہو۔عورتوں کا فیشن کر کے گھر سے نکلنا، خوشبو کا استعمال کرنا، باریک کپڑے پہننا، چال ڈھال میں انفرادیت قائم کرنا، جوان عورتوں کا نماز کیلئے مسجد میں آنا، تعلیمی اداروں، دفاتر، کاروباری مراکز اور محافل ومجالس میں مخلوط نظام محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا وغیرہ یہ سب وہ کام ہیں جن سے شریعت اسلامیہ منع کرتی ہے تا کہ بے راہ روی سے بچا جا سکے اور تحفظ نسل کا اہتمام کیا جا سکے۔

iii حدزنا کی شرائط

الدکتور وہبہ زحیلی نے حد زنا کی مندرجہ ذیل شرائط کو فقہاء کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔

الف۔ زنا کرنے والا بالغ ہو، نابالغ پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

ب۔ زنا کرنے والا عاقل ہو، پاگل اور مجنون پر بالاتفاق حد جاری نہیں ہوتی۔

ج۔ زنا کرنے والے کا مسلمان ہونا، جمہور کا یہی قول ہے۔

شادی شدہ کافر پر فقہاء حنفیہ کے نزدیک حد جاری نہیں ہوتی البتہ اسے کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ فقہاء شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک زنا اور شراب خوری کی کافر پر کوئی حد نہیں ہے کیوں کہ یہ اللہ کا حق ہے اور اس نے حقوق الٰہیہ کا التزام نہیں کیا ہے۔فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر کافر نے کافرہ کے

---

(1) البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب النکاح ،باب لاتباشر المرأۃ المرأۃ فتنعتھا لزوجھا، رقم4942،ص5/ 2007

ساتھ زنا کیا تو اس پر حد نہیں ہے البتہ تادیبا اسے سزا دی جائے گی اور اگر اس نے مسلمان عورت سے جبراً زنا کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اگر باہمی رضامندی سے زنا کیا تو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

د۔ زنا کرنے والا مختار ہو، اگر اس پر جبر کیا گیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک اس پر حد جاری ہوگی اور اگر عورت پر جبر کیا گیا تو اس پر بالاتفاق حد نہیں ہے۔

ھ۔ جس سے زنا کیا گیا ہے وہ عورت ہو اگر جانور سے وطی کی ہے تو مذاہب اربعہ میں بالاتفاق اس پر حد نہیں ہے البتہ تعزیر ہے اور جمہور کے نزدیک بالاتفاق قتل نہیں کیا جائے گا اور اس جانور کو کھانا جائز ہے۔ فقہاء حنابلہ کے نزدیک اسے کھانا حرام ہے۔

و جس سے زنا کیا گیا ہے وہ ایسی عمر کی ہو کہ اس عمر کی لڑکی کے ساتھ عادۃً وطی ہو سکتی ہو اگر بہت چھوٹی لڑکی سے زنا کیا ہے تو اس زانی پر حد نہیں ہے، نابالغ لڑکی پر حد نہیں ہے۔

ذ۔ زنا کرنے میں کوئی شبہ نہ ہو اگر زانی نے اجنبی عورت کو اپنی بیوی یا باندی گمان کیا اور زنا کر لیا تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر حد ہے۔ جس عقد نکاح کے جواز یا عدم جواز میں اختلاف ہو اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے مثلاً بغیر ولی یا بغیر گواہوں نکاح ہو۔ اور جو نکاح بالاتفاق ناجائز ہے جیسے محارم سے نکاح یا دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس نکاح کے بعد وطی کرنے پر حد نہیں ہے اور جمہور کے نزدیک حد ہے۔

ح۔ زانی کو زنا کی حرمت کا علم ہو اور اگر وہ لاعلمی کا دعویٰ کرے اور اس سے لاعلمی متصور ہو تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

ط۔ مزنیہ غیر حربی ہو اگر وہ حربیہ ہے تو اس میں فقہاء مالکیہ کے دو قول ہیں۔

ی۔ مزنیہ زندہ ہو اگر وہ مردہ ہے تو اس سے وطی کرنے پر جمہور کے نزیک حد نہیں ہے اور فقہاء مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس پر حد ہے۔

ک۔ مرد کا حشفہ (سپاری) عورت کی قبل (اندام نہانی) میں غائب ہو جائے اگر عورت کی دبر میں وطی کرے تو جمہور کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے۔ اسی طرح لواطت پر بھی حد نہیں ہے اگر اجنبی عورت کے پیٹ یا رانوں سے لذت حاصل کی تو اس پر بھی تعزیر ہے۔

ل۔ زنا دارالاسلام میں کیا جائے، دارالکفر یا دارالحرب میں زنا کرنے پر حد نہیں ہے کیوں کہ اسلام کے قاضی کو وہاں حد جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔(1)

iv حدِ زنا

زانی کی دو حیثیتیں ہیں۔

غیر محصن ہونا، محصن ہونا

اور ہر دو حیثیتوں کی الگ الگ سزا ہے۔

﴿الف﴾ غیر محصن زانی کی سزا اور اختلاف رائے

اگر زانی مرد یا زانیہ عورت غیر محصن ہوں یعنی ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی (محصن کی وضاحت بعد میں مذکور ہے) تو قرآن مقدس میں ان کی سزا ایک سو کوڑے بیان کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

{ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ }(2)

یعنی زانی مرد اور زانیہ عورت ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

بعض روایات میں غیر محصن زانی کو سو کوڑے کی سزا کے ساتھ ساتھ شہر بدر کرنا بھی مذکور ہے جیسا کہ الجامع الصحیح للمسلم میں مرقوم ہے۔

(عن عبادة ابن الصامت قال قال رسول الله ﷺ خذو عنی خذوا عنی قد جعل لهن سبيلا البكر بالبكر جلد مائة ونفى سنة والثيب بالثيب جلد مائة والرجم) (3)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے سیکھ لو مجھ

---

(1) الدکتور وھبہ زحیلی ، الفقہ الاسلامی وادلتہ ، ص6/36تا38
کاسانی ، بدائع الصنائع ، ص7/33

(2) النور ،2:24

(3) مسلم ، الجامع الصحیح ، کتاب الحدود، باب حدالزنا
رقم1690،ص3/1316

سے سیکھ لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں (کی بدکاری) کا حکم بیان کر دیا ہے، جب کنواری عورت اور کنوارہ مرد زنا کریں تو انہیں سو کوڑے مارو اور ایک سال کیلئے شہر بدر کرو اور جب شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو انہیں سو کوڑے مارو اور سنگسار کرو۔

1۔ غیر محصن زانی کو کوڑوں کی سزا کے ساتھ شہر بدری اور محصن زانی کو رجم کے ساتھ سو کوڑوں کی سزا میں علماء اسلام کے نظریات

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں۔

غیر شادی شدہ کے زنا کرنے کی حد میں جمہور کا یہ نظریہ ہے کہ اسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کیلئے شہر بدر بھی کیا جائے۔ خلفاء راشدین سے بھی یہی مروی ہے۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن مسعود سے بھی یہی منقول ہے۔ فقہاء تابعین میں سے عطاء، طاؤس، ثوری، ابن لیلیٰ اور ابو ثور کا بھی یہ نظریہ ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے اور یہی امام احمد کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ و محمد بن حسن کا کہنا ہے کہ شہر بدر کرنا واجب نہیں ہے کیوں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ان دونوں کو شہر بدر کرنا انہیں فتنہ میں ڈالنے کیلئے کافی ہے اور ابن مسیّب سے یہ روایت ہے کہ حضرت عمر نے ربیعہ بن اُمیہ بن خلف کو شراب نوشی کی بناء پر خیبر میں جلاوطن کر دیا وہ ہرقل کے پاس جا کر نصرانی ہو گیا تب حضرت عمر نے فرمایا اس کے بعد میں کسی کو شہر بدر نہیں کروں گا نیز اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کوڑے لگانے کا حکم دیا ہے اور اگر شہد بدر کرنے کو واجب قرار دیا جائے تو نص قرآن پر زیادتی لازم آئے گی (1)

علامہ ابو الحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں

غیر شادی شدہ کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع نہیں کیا جائے گا۔

امام شافعی حد میں ان دونوں سزاؤں کو جمع کرتے ہیں کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(البکر بالبکر جلد مائۃ و تغریب عام) (2)

(1) ابن قدامہ، المغنی مع الشرح الکبیر، ص130/10

(2) ابن ماجہ، سنن، ص 183

یعنی کنواری عورت اور کنوارہ مرد اگر زنا کریں تو انہیں ایک سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال کیلئے شہر بدر کر دو۔اس (تغریب) کے ساتھ زنا کا دروازہ بند ہو جائے گا کیوں کہ دوسرے شہر میں ان کے جان پہچان والے کم ہوں گے ۔ ہماری (احناف) کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے {**فاجلدوا**} پس کوڑے مارو۔اللہ تعالیٰ نے کل سزا سو کوڑے بیان کی ہے اس کے علاوہ کنوارے شخص کی کوئی دوسری سزا بیان نہیں کی ہے۔زانی کی شہر بدر کرنا، زنا کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے کیوں کہ اپنے شہر میں تو اپنے خاندان والوں سے حیاء آتی ہے اور دوسرے شہر میں اسے زنا کرنے سے کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔نیز دوسرے شہر میں اس کے کھانے پینے رہائش، کپڑوں اور علاج معالجہ کی ضروریات کا کوئی کفیل نہیں ہوگا تو اندیشہ ہے کہ کہیں وہ عورت اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے زنا کو اپنا پیشہ نہ بنالے اور یہ زنا کی بدترین قسم ہے۔اس کی تائید حضرت علی المرتضیٰ کے فرمان سے ہوتی ہے آپ نے فرمایا''فتنہ میں مبتلا کرنے کیلئے شہر بدر کرنا کافی ہے اور جس حدیث میں کنوارے کی حد میں کوڑوں اور شہر بدر کرنے کو جمع کیا گیا ہے وہ اسی طرح منسوخ ہے جس طرح اس حدیث کا وہ حصہ منسوخ ہے جس میں شادی شدہ کی حد میں رجم اور کوڑوں کو جمع کیا گیا ہے(1)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں۔

''شادی شدہ کی حد میں رجم کے ساتھ کوڑوں کو جمع کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے ایک جماعت نے کہا ہے کہ انہیں جمع کرنا واجب ہے پہلے کوڑے لگائے جائیں پھر رجم کیا جائے۔ حضرت علی، حسن بصری، اسحاق بن راہویہ، داؤد، اہل ظاہر اور بعض اصحاب شافعی کا یہی قول ہے۔ اور جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ صرف رجم کرنا واجب ہے۔قاضی عیاض نے بعض محدثین سے نقل کیا ہے جب شادی شدہ زانی بوڑھا ہو تو کوڑے لگا کر رجم کیا جائے اور اگر جوان ہو تو صرف رجم کیا جائے یہ مذہب باطل ہے اور جمہور کی دلیل یہ ہے کہ احادیث کثیرہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شادی شدہ زانی کو صرف رجم کیا۔جیسا کہ ماعز اور غامدیہ کے قصہ سے ظاہر ہے''۔(2)

(1) مرغینانی ، ھدایہ ، ص487,486/2

(2) نووی ، شرح صحیح مسلم ، ص65/2

2۔ احصان کا مفہوم

فقہاء اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر زانی محصن ہو اُسے رجم کیا جائے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور اگر وہ غیر محصن ہو تو اسے کوڑے مارے جائیں گے اس لئے احصان کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

علامہ سید محمد مرتضٰی زبیدی حنفی لکھتے ہیں۔

''احصان کا اصل معنی ''منع کرنا ہے''، عورت چار اُمور سے ''محصنہ'' ہوتی ہے، اسلام، پاکدامنی، حریت اور نکاح سے۔ جوہری نے ثعلب سے نقل کیا ہے کہ ہر پاک دامن عورت محصنہ ہے، حاملہ عورت کو بھی محصنہ کہتے ہیں کیوں کہ حمل نے اسے دخول سے ممنوع کر دیا۔ مرد جب شادی شدہ ہو تو محصن ہے۔ حضرت ابن مسعود نے ''فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ الخ'' کی تفسیر میں کہا کہ باندی کا احصان اس کا مسلمان ہونا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا باندی کا احصان اس کا شادی شدہ ہونا ہے۔ زجاج نے ''محصنین غیر مسافحین'' کی تفسیر میں کہا ہے کہ مرد کا احصان اُس کا شادی شدہ ہونا اور پاک دامن (غیر زانی) ہونا ہے۔ اور فرج کا احصان زنا سے رُکنا ہے اور ''احصنت فرجہا'' کا معنی پاکدامن رہنا اور زنا سے باز رہنا ہے۔ ''والمحصنت من النساء'' کا معنی ہے شادی شدہ خواتین (1)

علامہ کاسانی لکھتے ہیں۔

جو احصان رجم میں معتبر ہے اس کی سات شرائط ہیں۔

۱۔ عقل ۲۔ بلوغت ۳۔ حریت ۴۔ اسلام ۵۔ نکاح صحیح

۶۔ خاوند اور بیوی دونوں کا ان صفات پر ہونا ۷۔ نکاح صحیح کے بعد خاوند کا بیوی سے وطی کرنا

لہذا بچہ، مجنون، غلام، کافر، نکاح فاسد، عدم وطی اور زوجین کے ان صفات پر نہ ہونے سے احصان ثابت نہیں ہوگا (2)

(1) زبیدی ، تاج العروس ، ص 179/9
(2) کاسانی ، بدائع الصنائع ، ص 38,37/7